کہیں گے: بیشک میرا رب آج اس قدر ناراض ہے کہ کبھی اس حد تک ناراض ہوا ہے نہ آئندہ کبھی اتنا ناراض ہوگا۔ اور بات یہ ہے کہ مجھے اس درخت سے منع فرمایا تھا تو میں نے نافرمانی کی ہے۔ (اے اللہ!) میری ذات کو، مجھے خود ہی، میرے تیئں (اس کرب سے نجات دے!) تم لوگ کسی اور کی خدمت میں جاؤ، حضرت نوح علیہ السلام کے ہاں چلے جاؤ۔ تو وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاکر عرض کریں گے: اے حضرت نوح علیہ السلام! بیشک آپ زمین والوں کی طرف پہلے رسول ہیں اور رب تعالیٰ نے آپ کو "شکر گزار بندہ" کہہ کر پکارا ہے، ہمارے حق میں اپنے رب سے سفارش کیجیے...... بات یہ ہے کہ میں نے اپنی قوم پر ایک بد دعا کی تھی...... تم لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلو، وہ حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ اللہ کے نبی اور زمین والوں میں سے اس کے خلیل ہیں...... آپ کہہ دیں گے...... بیشک میں نے تین جھوٹ بولے ہیں...... تم حضرت موسیٰ کی خدمت میں جاؤ۔ وہ آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گزارش کریں گے: آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ پاک نے آپ کو اپنی رسالت کے علاوہ بلاواسطہ کلام کا شرف بھی عطا فرمایا ہے، آپ ہمارے لیے اپنے رب سے سفارش کیجیے۔ آپ کہیں گے...... بیشک میرے ہاتھوں ایک شخص کی جان چلی گئی ہے جس کا مجھے کوئی حکم نہ تھا...... تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ حضرت عیسیٰ کے پاس حاضر ہوکر عرض کریں گے: آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے خصوصی کلمہ (کن سے پیدا ہوئے) ہیں جو حضرت مریم علیہا السلام سے فرمایا تھا اور اللہ کی طرف سے خاص روح ہیں اور آپ نے بچپنے میں پنگوڑے میں بات کی ہے...... آپ کہیں گے: تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں چلے جاؤ۔ تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر عرض کریں گے: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ کے رسول ہیں اور آخری نبی ہیں اور یقیناً اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے سارے خطا معاف فرمادیے ہیں، آپ ہمارے لیے اپنے رب سے سفارش کیجیے۔ کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس حال میں ہیں؟! تو میں چلوں گا اور عرش الٰہی کے نیچے آکر سجدہ ریز ہو جاؤں گا پھر اللہ مجھے اپنی خصوصی حمد وثنا اور بہترین مدح وستائش سکھائیں گے جو مجھ سے قبل کسی کو بھی نہیں سکھلائی ہے۔ پھر کہا جائے گا: "اے محمد! اپنی امت میں سے جن پر کوئی حساب نہیں ہے انہیں جنت کے دروازوں میں سے دائیں دروازے سے داخل کردیں۔ اور یہ نیک بخت لوگ دیگر تمام دروازوں سے بھی داخلے کے حقدار ہیں۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بیشک جنت کے دروازے کے دونوں پٹ کے درمیان مکہ مکرمہ اور حمیر (یمن کا علاقہ) یا مکہ اور بصریٰ (شام کا علاقہ) کی طرح وسیع مسافت ہے۔" ......

قرآن کریم کے حقوق

پروفیسر عبدالستار بھٹی ICB۔خطیب جامع مسجد دارالسلام راولپنڈی

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنی ذات شریف سے مانگنے کے لیے جو بہترین دعا سکھلائی ہے وہ سورۃ فاتحہ میں ﴿اهدنا الصراط المستقيم﴾ ہے: "(اے ہمارے رب کریم) ہمیں صراط مستقیم (سیدھی راہ) کی ہدایت عطا فرما۔" اور فرمایا: ﴿إن هذا القرآن يهدى للتي هي أقوم﴾[الاسراء:۹] "بیشک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔"

صراط مستقیم کی سچی طلب قرآن کریم سے تعلق قائم کیے بغیر پوری نہیں ہوسکتی۔اسی طرح رسول اکرم ﷺ کو ہمارے لیے بہترین نمونہ قرار دیا۔[الاحزاب ۲۱] قرآن کریم میں چار مقامات[سورۃ البقرۃ ۱۲۹، ۱۵۱، آل عمران ۱٦٤، الجمعۃ ۲] میں آپ ﷺ کی نمایاں صفات میں مذکور ہے: "**وہ انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔**" جہاں آپ ﷺ انہیں قرآن کریم سناتے، وہاں اس کی تعلیم اور اس پر عمل کا طریقہ (حکمت) بھی سکھاتے۔

آپ ﷺ نے ان لوگوں کو امت میں بہترین قرار دیا ہے جو قرآن سیکھتے اور سکھاتے ہیں۔"خيركم من تعلم القرآن وعلّمه" [صحیح البخاری] عام طور پر ناظرہ قرآن پڑھ لینے اور پڑھا دینے کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ ہم نے قرآن کریم کا حق ادا کردیا یہ نہایت بے علمی اور ناانصافی کی بات ہے۔ناظرہ پڑھنا سیکھنے کی طرف پہلا قدم ہے، جبکہ پڑھنے کے بعد سیکھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی منزلیں تو باقی ہوتی ہیں۔

حضرت ابودرداء ؓ بیان کرتے ہیں: کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، اچانک آپ ﷺ نے آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھا پھر فرمایا: "وہ وقت بھی آئے گا جب لوگوں سے علم اچک لیا جائے گا، حتیٰ کہ وہ تھوڑے سے علم پر بھی قادر نہیں ہوں گے۔" حضرت زیاد بن عبید انصاری ؓ عرض کیا: ہم سے علم کیسے اچک لیا جائے گا جبکہ ہم نے بھی قرآن کریم پڑھا ہے اور اللہ کی قسم ہم اسے ضرور پڑھتے رہیں گے اور اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی قرآن پڑھاتے رہیں گے۔آپ ﷺ نے (تعجب سے) فرمایا: "اے زیاد تیری ماں تجھے گم پائے! بیشک میں تجھے اہل مدینہ کے سمجھدار لوگوں میں خیال کرتا تھا۔یہ جو تورات وانجیل یہودیوں اور نصرانیوں کے پاس ہیں، یہ انہیں کیا فائدہ پہنچاتی ہیں؟" [الترمذی ح۲٦٥۳] آپ ﷺ کے فرمان کا مفہوم یہی ہے کہ محض پڑھ لینا کافی نہیں اصل مقصد تو کلامِ الٰہی کے سمجھنے اور عمل کرنے سے پورا ہوتا ہے۔

مسلمان برادران! قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کی طرف ہدایت کا آخری پیغام ہے۔کتنی عجیب بات ہے کہ

کائنات کا رب بندوں سے جس کلام کے ذریعے خطاب کرتا ہے بہت سے بندے اس کلام کو سمجھنا ہی ضروری خیال نہیں کرتے تو پیغام کیسے معلوم ہوگا؟ یہ طرزِ عمل اپنے مالک سے کس قدر بے پروائی والا ہے جبکہ ہماری بے پروائی اور روگردانی کا وبال ہمارے ہی اوپر اس دنیا میں ذلت ورسوائی اور آخرت میں عذابِ الٰہی کی صورت میں نازل ہوگا۔ اس کا تو یہی فرمان ہے:

﴿ان تکفروا فان اللہ غنی عنکم ﴾[الزمر ۷] ''اگر تم سارے زمین والے بھی میرا انکار دو تو مجھے کوئی پروا نہیں۔''

قرآن کریم میں بار بار فرماتا ہے: ''اے نبی ﷺ! ہم نے یہ برکت والی کتاب آپ کی طرف نازل کی ہے، تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور وفکر کریں اور اہل عقل نصیحت پکڑیں۔'' اور فرماتا ہے: ﴿أ فلا یتدبرون القراٰن أم علٰی قلوب أقفالها ۞﴾ [محمد:۲۴] ''کیا یہ لوگ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے ہیں۔'' اور اعلان فرماتا ہے: ﴿ولقد یسرنا القراٰن للذکر فهل من مدکر ۞﴾[محمد:۲۴] ''اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے، پس ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟'' [القمر:۱۵]

مسلمان بھائیو! ارشاد نبوی ہے: ''بیشک اللہ تعالیٰ اس کتاب پر عمل کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو بلندیوں پر پہنچا دیتا ہے اور بہت سے لوگوں کو اسے ترک کرنے کی وجہ سے پستیوں میں گرا دیتا ہے۔''

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

کیا یہ حقیقت نہیں کہ عرب کے لوگ جاہل تھے، گنوار تھے، اَن پڑھ تھے اور ہر طرح کے گناہوں اور برائیوں میں ڈوبے ہوئے تھے، اس قرآن پر عمل کی وجہ سے دنیا کے امام قرار پائے ان کے عقائد، اعمال اور اخلاق میں عظیم انقلاب برپا ہو گیا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰأیها الناس قد جآء کم موعظة من ربکم وشفآء لما فی الصدور وهدی وموعظة للمؤمنین ۞﴾[یونس ۵۸] ''اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف نصیحت اور دلوں کی بیماریوں کی شفا آ گئی ہے اور مؤمنوں کے لیے ہدایت ورحمت۔'' ان کا کفر اسلام میں، شرک توحید میں، جہالت علم میں اور بداخلاقی عمدہ اخلاق میں تبدیل ہو گئے اور دھیرے دھیرے اس انقلاب نے آدھی دنیا پر اپنے مثبت اثرات مرتب کیے، جس کا اعتراف منصف مزاج غیر مسلم بھی کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس ہمہ گیر انقلاب کی اساس اور بنیاد قرآن کریم قرار پایا۔ انہی کے بارے میں جگہ جگہ اعلان ہوتا ہے: ''یہی سچے مؤمن ہیں'' ''یہی کامیاب ہیں'' ''یہی پرہیزگار ہیں'' ''یہی جنت الفردوس کے وارث ہیں'' ''یہ اللہ سے راضی ہو گئے اور اللہ ان سے راضی ہو گیا۔''

مسلمان بھائیو! یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آج مسلمان وسائل واسباب کی بہتات اور تعداد کی کثرت کے باوجود بے توقیر و بے وزن ہیں، کھلے الفاظ میں ذلیل ورسوا ہیں؛ تو اس کا سبب بھی قرآن کریم سے دوری اور روگردانی ہے۔ یاد رکھیے فرمان رسول اللہ ﷺ کے مطابق کل قیامت کے دن یہ فرمان ہمارے حق میں سفارش کرے گا۔ (اگر ہم نے اس کا حق پہچانا) اور ہمارے خلاف گواہی دے گا (اگر اس کا حق ادا نہ کیا) اور ہر دو صورتوں میں اس کی گواہی کا اعتبار کیا جائے گا۔ اور جب نبی کریم ﷺ جن کی شفاعت کی ہم امید رکھتے ہیں وہ بھی کہہ دیں گے: ﴿یٰرب ان قومی اتخذوا ھذا القراٰن مھجورا ۞﴾ [الفرقان ۱۹] ''اے میرے رب! بیشک میری قوم نے قرآن کو ترک کی ہوئی چیز بنا دیا تھا۔'' مزید فرمایا: ﴿ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیٰمۃ اعمی۞ قال رب لم حشرتنیٓ اعمی وقد کنت بصیرا ۞ قال کذٰلک اتتک اٰیٰتنا فنسیتھا وکذٰلک الیوم تنسیٰ ۞﴾ [طٰہٰ: ۱۲۴-۱۲۶] ''اور جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا تو اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے'' وہ کہے گا: اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا حالانکہ میں دنیا میں آنکھوں والا تھا؟! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''جس طرح تمہارے پاس ہماری آیتیں آئیں تو تُو نے انہیں بُھلا دیا تھا، اسی طرح آج تو بھی بھلا دیا جائے گا۔''

میرے بھائیو! کیا یہ حقیقت نہیں کہ آج اضطراب اور بے چینی نے پوری امت مسلمہ پر گہرے پنجے گاڑ لیے ہیں۔ قناعت اور قلبی سکون سے محروم ہر شخص عدم تحفظ کا شکار ہے اور ایک غیر شعوری خوف میں مبتلا نظر آتا ہے۔ اس کا سبب صرف اور صرف یہی ہے کہ جس قرآن حکیم کو اللہ تعالیٰ نے روح کی طمانیت اور دل کے سکون کا نسخہ کیمیا بنا کر نازل کیا آج انسان اسے چھوڑ کر دوائے دل کہیں اور تلاش کر رہا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو سراب کو پانی سمجھ کر چلا جاتا ہے، جس قدر اس کے قریب جاتا ہے، اتنا ہی وہ اس سے دور ہو جاتا ہے؛ یہاں تک کہ اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اور اس سے بڑی ذلت اور محرومی کیا ہوگی کہ قیامت کے دن اسے اندھا کر کے اٹھایا جائے گا۔ آنکھیں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ اس نعمت کا شکر یہی ہے کہ انسان کلام الٰہی کو پڑھے، سمجھے اور اس پر عمل کرے۔ اور ناشکری یہ ہے کہ کائنات میں پھیلی نشانیوں (سورج، چاند، ستارے، آسمان، زمین، بحر و بر) اور قرآن کریم کی آیات میں غور وفکر کرنے سے قاصر رہے۔

مسلم برادران! آج تک جو کوتاہی ہم سے ہوتی رہی اس پر صدق دل کے ساتھ توبہ استغفار کریں اور اپنے خالق و مالک حقیقی کا حق اس کی خالص عبادت اور اس کے کلام پاک کی تلاوت، فہم وتدبر اور عمل کرنے کی صورت میں ادا کریں۔